کا دروازہ کھلا، ان کی بیوی نکلیں ــــــ جب میں نے انھیں خط دیا اور بتایا کہ میں جیل سے آیا ہوں، انھوں نے جھٹ سے دروازہ بند کیا ــــــ جلدی جلدی خط پڑھا اور پڑھنے کے بعد زار و قطار رونے لگیں۔ میں ایک گھنٹہ ٹھہرا ــــــ میں نے دلاسے کے الفاظ کہے ــــــ لیکن وہ روتی تھیں اور کچھ بول نہ سکتی تھیں۔ مجھے خیال ہوا کہ سردار جی جیل میں اتنے پریشان نہیں ہیں جتنی ان کی بیوی ــــــ میری کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ کیا کروں اور پھر ان سے اجازت لے کر واپس ہو گیا کیونکہ اگلی صبح مجھے اکولا جانا تھا۔ سردار جی کی بیوی کی تصویر آج تک میری آنکھوں کے سامنے ویسی ہی ہے۔ میں نے اُن کے لئے بڑی دعائیں مانگیں۔

ہاں تو میں شنکر کی بات کر رہا تھا بیچ میں سردار جی آ گئے اور ان کے ساتھ شکور، چتر بھج بھائی جسانی اور کتنے لوگ یاد آئے ــــــ ہاں تو ابھی جیل میں شنکر کی پڑھائی زوروں پر تھی سردار جی بھی گناہ خانے کے ایک فرد ہو گئے تھے۔ سردار جی ویسے تو زیادہ مذہبی آدمی نہیں معلوم ہوتے تھے لیکن جب میں شنکر کو پڑھاتا تو وہ آکر بیٹھ جاتے اور بیچ بیچ میں دخل دیتے اور گرونانک اور گرو گوبند سنگھ کے حوالے دیتے۔

جب میں شنکر کو دنیا کے مذاہب کے بارے میں بتا رہا تھا تو مجھے بڑی پریشانی ہوئی کیونکہ میں جتنا "آبجکٹیو" ہونے کی کوشش کرتا تھا سردار جی اُتنا ہی "سبجکٹیو" طرح سے سکھ ازم کی بات کرتے اور بلا وجہ تمام مذاہب کا تقابل کرتے اور ثابت کرتے کہ سکھ مذہب سب سے اچھا ہے۔

ایک دن شنکر نے بڑے مزے کی بات کہی بولا "سردار جی! اگر تمہارے مذہب کو ماننے سے آدمی سکھ ہونے پر مجبور نہ ہو تو میں یقیناً تمہارا دھرم سوئیکار کر لوں گا۔"

سردار جی نے بڑی سنجیدگی سے کہا ــــــ "لیکن بادشاہو! اگر ہمارا دھرم مانو گے تو سکھ تو ہونا ہی پڑے گا۔"

شنکر نے کہا "سکھ تو میں ہرگز نہیں ہو سکتا۔"

ہاں تو شنکر کی پڑھائی بھی چلتی رہی اور سردار جی کی تبلیغ بھی۔

غرض شنکر کے سلسلے میں، میں نے جو نصاب بنایا تھا اس کی پابندی کی شیکسپیئر اور برنارڈ شا کے ڈراموں کو کہانی کے روپ میں سنایا۔ میرے پاس برنارڈ شا کے چار ڈرامے تھے۔ میں نے